پیغمبر آخرالزمان ﷺ کی حیات جاوداں

مولانا بشیر احمد۔ ستیانہ بنگلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

آپ ﷺ کی آمد سے قبل عرب کی حالت

تاریخ ادیان و ملل شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل معمورہ عالم مدت مدید سے انبیاء کی صداقت حق کو نسیاً منسیاً کر چکا تھا۔ خصوصاً عرب کی حالت انتہائی نہ گفتہ بہ تھی۔ زندگی کے تمام طور طریقے وحشیانہ تھے۔ کوئی باقاعدہ حکومت و قانون نہ تھا۔ ہر قبیلہ اپنی جگہ خود مختار تھا۔ اور صرف جنگل کے قانون کی پیروی کی جاتی تھی۔ سوائے خالق کے تمام مخلوق کے سامنے ناصیہ فرسائی تھی۔ زنا، جوا، شراب ان کی زندگی کا معمول تھا۔ قتل و غارت ان کی عظمت کا نشان تھا۔ حالی نے کیا خوب عکاسی کی ہے۔

فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے

خورشید رسالت

یہی وہ تاریک دور تھا جس میں "سنۃ اللہ" نے پھر ماضی کی تاریخ کو دہرایا

یعنی اپنی مخلوق کی رشد و ہدایت کیلئے محسن انسانیت کو پیدا فرمایا تاکہ وہ انسانیت کو ظلمت کدوں سے نکال کر دانش کدوں پر گامزن کر لے۔ (رحمتہ للعالمین ج ا ص ۳۴۔ الرحیق المختوم ص ۱۰۱۔ سیرت النبی شبلی نعمانی ج ا ص ۱۰۹) دنیائے ہست و بود کی شقاوت دور، اور سعادت مجسم سے عالم معمور کرنے۔ ظلمت و شرک و کفر کا پردہ چاک ور آفتاب ہدایت روشن اور تابناک کرنے۔ چنانچہ ۹ ربیع الاول اھ عام الفیل مطابق ۲۰۔ اپریل ۵۷۱ء بروز دو شنبہ کی صبح وہ صبح سعادت تھی جس کی انتظار میں پیر کہن سال دھر نے ہزاروں برس صرف کر دیئے۔ سیارگان فلک اسی یوم کے اشتیاق میں ازل سے چشم براہ تھے اور چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جانواز کیلئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد تجویز کیا۔ پھر عرب دستور کے مطابق تربیت کیلئے آغوش حلیمہ سعدیہ میں دے دیئے گئے۔ (ابن ہشام۔ الرحیق المختوم ص ۱۱۰)

ہادی اعظم کا بچپن

رسول مقبول ﷺ نے جس بے سروسامانی میں آنکھ کھولی اور جس ماحول میں تربیت پائی قرآن کریم کی آیت "الم یجدک یتیما فاوی" اس پر شاہد ہے۔ پیدائش سے قبل ہی شفقت پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ چھ سال کی صغر سنی میں بہ حالت مسافرت والدہ کا انتقال ہو گیا اور پھر آٹھ برس کی عمر میں شفیق دادا عبدالمطلب بھی داغ مفارقت دے گئے۔ (ابن ہشام، رحمتہ للعالمین ج ا ص ۳۶، الرحیق المختوم ص ۱۰۶)۔ (الم یجدک یتیماً فاوی)

امت کیلئے درس عبرت ہے کہ ہمارے رہبر کا بچپن یتیم ہی نہیں بلکہ ایتم کی حیثیت سے گزرا ہے۔ لیکن صبرو تحمل، بلند حوصلہ اور حصول مقصود کی سعی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دارین کی کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ اگر امت ایسے حالات آنے پر ان کے اسوہ کو اپنائے تو دارین کی کامیابیاں ضرور ان کی قدم بوسی کریں گی۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة (احزاب آیت۲۱)

رسول اللہ ﷺ بچپن ہی سے اعلیٰ صفات کے مالک تھے۔ انتہائی شرمیلے اور حیادار تھے۔ آپ کے بچپن کا ہی واقعہ ہے کہ تعمیر بیت اللہ کے وقت آپ دوسرے بچوں کی طرح پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ چچا عباس رضی اللہ عنہ کے اصرار پر آپ نے بھی تہہ بند اتار کر کندھے پر رکھ لیا تاکہ خراش سنگ سے محفوظ رہ سکیں۔ لیکن اسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تا آنکہ تہہ بند عورۃ پر ڈال دیا گیا۔ (صحیح البخاری باب بنیان الکعبتہ ج۱ ص۵۴۰)۔ اسی طرح کم سنی میں ہی لغویات سے انتہائی محفوظ تھے۔ ایک دفعہ شبانہ قصہ گوئی کی محفل میں شرکت کا پروگرام بنایا۔ لیکن حفاظت ربانی سے راستے میں ہی نیند نے غلبہ کر لیا اور محفل تک پہنچ نہ سکے۔ (امام حاکم و امام ذہبی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ لیکن ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج۲ ص۲۸۷ میں ضعیف کہا ہے)۔ آپ ابتداء ہی سے ایسے جمال خلق اور کمال خُلق سے متصف تھے۔ جو حیطہ بیان سے باہر ہے۔

محمد ہے نام ان کا احمد لقب
بیان ہو سکے منقبت ان کی کب

(سید اسماعیل شہید) خدمت، شرافت، سخاوت اور دیانت کا یہ عالم تھا کہ دشمن

بھی اصل نام کی بجائی "الصادق، الامین" کے لقب سے پکارتے تھے۔

تزویج خدیجہؓ

رسول اکرم ﷺ نے عنفوان شباب کا عالم کمال عفت و عصمت، شرم و حیاء سے بسر کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے جب آپ کی شرافت و صداقت کا شہرہ سنا تو انہیں اپنا گم گشتہ گوہر مطلوب دستیاب ہو گیا اور پہلی ہی فرصت میں پیغام نکاح بھیج دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ (الرحیق المختوم ص ۱۱۰۔ سیرت النبی لابن ہشام) لیکن آپ نے حضرت خدیجہؓ کا عمر رسیدہ اور بیوہ ہونا نہیں دیکھا۔ بلکہ شریف النفس، پاکیزہ اخلاق اور عفت و عصمت کو دیکھ کر پیغام قبول کر لیا اور امت کو معیار انتخاب کا بہترین درس سمجھایا۔ آپ نے ہر حیثیت سے شاہراہ حیات پر ایسے نقوش چھوڑے جو قیامت تک ہمارے لئے نمونہ اور معیار بنے رہیں گے۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة۔ (الاحزاب۲۱)

تنصیب حجر اسود

جب آپ ﷺ کا پینتیسواں سال تھا تو تعمیر کعبہ میں تنصیب حجر اسود کا مسئلہ درپیش آیا۔ قریب تھا کہ نا ختم ہونے والی جنگ بھڑک اٹھتی اور سیاہ پتھر پر سرخ خون بہہ پڑتا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس مسئلہ کو اس طرح رفع دفع کر دیا کہ فتنے کا سانپ بھی مر گیا اور امن کی لاٹھی بھی بچ گئی۔ اور آپ کی اس حسن تدبیر پر

عرب قبائل عش عش کر اٹھے۔

جہاں جس کی ضرورت تھی وہی تدبیر کی تو نے
کہیں کشتی کو جنبش دی کہیں موجوں کو ٹھہرایا

ذرا سوچیئے! آپ کو تمام قبائل نے حاکم تسلیم کرلیا تھا۔ آپ جو فیصلہ بھی کرتے وہ بغیر کسی چوں و چراں تسلیم کرلیا جاتا۔ لیکن آپ نے اپنی ذات یا قبیلہ و برادری کو فوقیت نہیں دی۔ بلکہ تمام قبائل کے جذبات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا اور امت کو عدل و انصاف کا عظیم سبق دیا۔

(لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة)

آفتاب رسالت کا طلوع

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچتی ہے تو آپ قوم کے کردار و اطوار سے گھبرا اٹھتے ہیں اور تنہائی کی زندگی کے متلاشی ہوتے ہیں۔ تمام دنیا سے کٹ کر پہاڑوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں اور کئی کئی راتیں وہاں گزار دیتے ہیں۔ چنانچہ دعاء خلیل کی اجابت اور نوید مسیحا کی صداقت کا وقت قریب تر ہو رہا تھا۔ وہ ساعت مسعود آنے والی تھی۔ جس کی انتظار میں ماہ و خورشید کی تمام تر گردشیں صرف ہو گئی تھیں۔ فلک پیر چشم براہ تھا۔ اور آکاش مدت مدید سے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا کہ وہ محسن انسانیت آئے جس سے انسانیت کی تکمیل ہو۔ آخر وہ ساعت مسعود آپہنچی کہ غارِ حرا میں فرستادہ خدا آشکار ہوا اور (اقراء وما انا بقاریٔ) کا مجادثہ شروع ہو گیا۔ خالق کائنات کا عظیم پیغام (اقراء باسم ربک الذی خلق۔۔۔) آپ کے سپرد کر دیا۔ (صحیح البخاری باب کیف کان بدا الوحی ج ۱ ص ۲

طرف الحدیث)

مکی مکہ میں

جس معاشرہ میں آپ ﷺ نے آنکھ کھولی شاید تاریخ کا بدترین عہد تھا۔ کفر و شرک اپنی حدود کو پھاند چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے معظم گھر کے گرد و نواح سال کے ایام کے برابر معبود بنا رکھے تھے۔ افق سے افق تک اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ ایسے حالات میں ایک سلیم الطبع انسان کو قرار نہیں آسکتا۔ چہ جائیکہ کائنات کا عظیم انسان ہو اور پھر حکم بھی "قم فانذر" کا ملا ہو۔ چنانچہ جب آپ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر یا صباحاہ: کی بانگ درا کی تو بطونِ قریش جھٹ جمع ہو گئے اور لسانی نبوت سے شانِ الوہیت و ربوبیت سن کر احساس غضب سے پھٹ پڑے اور شدت استغراب و استنکار سے موج مارنے لگے اور پھر وہی کچھ ہوا جو انبیاء کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ کو اور آپ کے جانثاروں کو وطن عزیز چھوڑنا پڑا اور بیابانِ میدانوں اور سنگلاخ چٹانوں کو عبور کر کے یثرب پہنچنا پڑا۔

مدنی مدینہ میں

مکہ سے ہجرت کر کے آپ نے مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنایا اور وہاں اسلامی معاشرے کی بنیاد ڈالی اور اس کیلئے مسجد نبوی کی تعمیر کو سنگ میل قرار دیا۔ جو صرف پنجگانہ نماز کے اجتماع کیلئے نہ تھی۔ بلکہ اسلامی تعلیم کی عظیم یونیورسٹی اور ٹریننگ کی چھاؤنی کی حیثیت رکھتی تھی۔ جس میں انتہائی قلیل وقت میں حروف

تہی سے ناواقف لوگ دنیا کے امام بنے اور بکریوں کے چرواہے دنیا کے رہنما بنے۔

خود نہ تھے جو راہوں پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اس دارالھجرۃ میں پہنچ کر بھی آپ ﷺ اعداء اللہ سے امن میں نہ تھے۔ بلکہ بیرونی دشمنوں کے علاوہ مدینہ کے یہود بھی آستین کا سانپ بنے ہوئے تھے۔ نیز منافقین "منہ سے رام رام بغل میں چھری" کا کردار ادا کر رہے تھے۔ ایسے حالات میں دشمنوں کی تدابیر کو ملیامیٹ کرنا اور مسلمانوں کو صبر و استقامت پر گامزن کرنا صرف آپ ﷺ ہی کا کام تھا۔ اور ایسی حسن تدبیر سے کام کیا کہ دانشور انگشت بدنداں رہ گئے۔ اور عرصہ قلیل میں آپ ﷺ کامیابی کی طنابیں جوزا کے شانوں پر تن گئیں۔

رفیق اعلیٰ کی جانب

جب (الیوم اکملت لکم دینکم---) کے ساتھ دین اسلام کی تکمیل ہو گئی۔ باطل سرنگوں اور چہار سو حق کا پرچار ہو گیا اور رسول مکرم ﷺ اپنے فرائض صحیح طرح ادا کر چکے تو آپ کے گفتار و کردار احوال و ظروف سے ایسی علامات نمودار ہونا شروع ہوئیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ اس حیات مستعار کو اور باشندگان جہاں فانی کو الوداع کہنے والے ہیں۔

۲۹ صفر ۱۱ھ دوشنبہ کے دن آپ ﷺ قدرے بیمار ہوئے پھر رفتہ رفتہ یہ

باقی صفحہ ۵ پر